منصور اصغر راجہ

چناب نگر میں قادیانی ڈاکٹر مہدی علی کا قتل اور قادیانی جماعت

پیر کی صبح چناب نگر میں قتل ہونے والے قادیانی ڈاکٹر کے حوالے سے پولیس کو تا حال کوئی ایسا کلیو نہیں مل سکا، جس کی بنیاد پر اس واردات کو مذہبی قتل قرار دیا جا سکے۔ البتہ جماعت احمدیہ اور مقتول ڈاکٹر کے رشتہ داروں کی طرف شک کی انگلیاں اٹھنے لگی ہیں۔ باوثوق ذرائع کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی چودھری کی امریکہ آمد سے صرجماعت احمدیہ باخبر تھی۔ جب کہ پاکستانی نژاد امریکی ڈاکٹر کو جس جگہ قتل کیا گیا، وہاں قادیانیوں کی جانب سے مسلح گارڈز چوبیس گھنٹے کھڑے رہتے ہیں، جو واردات کے وقت بھاگ اٹھے تھے۔ ان ذرائع کے مطابق، ایک امکان یہ بھی ہے کہ یہ قتل جائیداد کے جھگڑے پر کیا گیا ہو۔

''اُمّت'' کی اطلاعات کے مطابق، پاکستانی نژاد امریکی ڈاکٹر مہدی علی چودھری کا تعلق چناب نگر کی ایک آرائیں فیملی سے تھا۔ وہ فرزند علی چودھری نامی ایک متمول قادیانی کے بیٹے تھے اور گزشتہ ۲۵ برس سے امریکہ میں قیام پذیر تھے۔ ان کے پاس امریکی شہریت بھی تھی۔ ان کے ایک بھائی ہادی علی چودھری کینیڈا میں جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ وہ اتوار کے روز اپنی اہلیہ اور بچوں سمیت چناب نگر پہنچے تھے۔ اطلاعات کے مطابق، فضل عمر ہسپتال چناب نگر میں قائم طاہر ہارٹ سینٹر میں مریضوں کا چیک اپ کرنا تھا کہ پیر علی الصبح انھیں قادیانی قبرستان ''بہشتی مقبرہ'' کے دروازے پر قتل کر دیا گیا۔ مقامی پولیس ذرائع کے مطابق ابتدائی تحقیقات میں تا حال کوئی ایسا اشارہ نہیں ملا جس کی بنیاد پر اس واردات کو مذہبی قتل قرار دیا جا سکے۔ البتہ پولیس دیگر تمام ممکنہ پہلوؤں پر تفتیش کر رہی ہے کہ کہیں یہ جائیداد کے تنازعے کا شاخسانہ تو نہیں یا پھر کسی اندرونی سازش کا نتیجہ تو نہیں۔ ڈی ایس پی سرکل چناب نگر طارق وڑائچ نے ''اُمّت'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان تمام پہلوؤں کو دیکھ رہے ہیں، لیکن ابھی حتمی طور پا کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ البتہ اس واردات کا ایک پہلو خاصا قابل غور ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی ایک روز پہلے چناب نگر آئے اور اگلی صبح کو قتل کر دیے گئے۔ آخر وہ کون ہے جو ان کے شیڈول کے حوالے سے مکمل طور پر باخبر تھا۔

''اُمّت'' کی اطلاعات کے مطابق چناب نگر میں اگرچہ زندگی معمول کے مطابق چل رہی ہے اور وہاں کے باسیوں نے اس قتل پر کوئی قابل ذکر ردعمل ظاہر نہیں کیا، لیکن درون خانہ جماعت احمدیہ اور مقتول ڈاکٹر کے قریبی رشتہ داروں کی طرف شک کی انگلیاں اٹھنے لگی ہیں۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کے مرکزی سیکرٹریٹ میں موجود ایک با اعتماد ذریعے نے ''اُمّت'' کو بتایا کہ ڈاکٹر مہدی علی کے قتل کے سلسلے میں دو پہلوؤں کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پہلا یہ کہ ان کے والد فرزند علی چودھری نے دو شادیاں کیں تھیں۔ پہلی بیوی سے ان کے ۶ بیٹے اور تین بیٹیاں اور دوسری بیوی کے بطن سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ مقتول ڈاکٹر مہدی دوسری بیوی کے بطن سے تھے۔ فرزند علی چودھری بڑے متمول آدمی تھے اور انھوں نے ترکے میں کافی جائیداد چھوڑی ہے۔ مقتول ڈاکٹر کے زیادہ تر اعزا و اقارب یورپ، کینیڈا اور امریکہ میں سٹیل ہیں۔ جبکہ تین سوتیلے بھائی چناب نگر میں ہی

رہائش پذیر ہیں۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق مقتول ڈاکٹر مہدی علی کا اپنے سوتیلے بھائیوں کے ہاں آنا جانا کافی عرصے سے ختم تھا۔ اس لیے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ یہ واردات کہیں جائیداد کے کسی خاندانی جھگڑے کا شاخسانہ نہ ہو۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق اس واردات کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو زیادہ قابل غور ہے۔ مقتول ڈاکٹر مہدی علی ایک روز پہلے ہی چناب نگر پہنچے تھے۔ اگلی صبح تقریباً پانچ بجے وہ اپنی اہلیہ، خواہر نسبتی اور تین کمسن بچوں کے ساتھ اپنے بزرگوں کی قبروں پر حاضری دینے کے لیے قادیانی قبرستان گئے، جو چناب نگر کے مین اسٹاپ پر لب سڑک سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔ ذریعے کے مطابق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جب ڈاکٹر مہدی علی اہلخانہ سمیت قبرستان سے باہر نکلے تو وہ نامعلوم افراد ہنڈا 125 موٹر سائیکل پر سوار ان کے پاس آکر رکے۔ انھوں نے ڈاکٹر سے اس کا نام پوچھا۔ پھر ان کی اہلیہ، خواہر نسبتی اور بچوں سے بلند آواز میں کہا کہ تم لوگ تھوڑے پیچھے ہٹ جاؤ، بعد میں ہم سے گلہ نہ کرنا۔ اور پھر دیکھتے ہیں دیکھتے ڈاکٹر مہدی علی پر فائرنگ کردی۔ ذریعے کے مطابق یہ بات شک میں ڈالتی ہے کہ اگر قاتل صرف ایک قادیانی کو مذہبی مخالفت پر قتل کرنے آئے تھے تو پھر انھوں نے ڈاکٹر کے بیوی بچوں کو کیوں چھوڑ دیا۔ مذکورہ ذریعے کا کہنا ہے کہ اس واردات کا ایک اور قابل ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ قادیانی قبرستان بر لب سڑک واقع ہے۔ جس وقت واردات ہوئی، اس وقت چناب نگر کے مقامی لوگ اپنے پیاروں کی قبروں پر حاضری کے لیے آجا رہے ہوتے ہیں۔ چناب نگر تھانہ جائے واردات سے ۴ فٹ کے فاصلے پر ہے۔ جب کہ قاتلوں نے بڑے اطمینان سے کارروائی کی اور فرار ہوگئے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ تھانے میں موجود اہلکاروں سمیت اس وقت قرب وجوار میں موجود اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ انھوں نے گولی چلنے کی آواز نہیں سنی۔ مذکورہ ذریعے نے بتایا کہ قادیانی قبرستان کے صدر دروازے پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تعینات تین مسلح گن مین بھی ۲۴ گھنٹے ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں۔ مذکورہ واردات کے وقت وہ تینوں گن مین مرکزی دروازے پر کھڑے تھے۔ چونکہ آج کل مین گیٹ کچھ تعمیراتی کام ہونے کی وجہ سے بند ہے، قبرستان میں آمد و رف کے لیے اس سے چند فٹ دور ایک عارضی دروازہ بنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر مہدی علی اسی عارضی دروازے کے سامنے قتل کیے گئے۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جب قاتلوں نے ڈاکٹر مہدی علی پر فائرنگ کی تو تینوں مسلح گن مین قبرستان کے اندر بھاگ گئے تھے۔ مذکورہ ذریعے کے مطابق اس واردات کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی ایک دن پہلے پاکستان آئے تھے اور ان کے شیڈوں کے متعلق عام آدمی اتنا باخبر نہیں ہوسکتا۔ ان کے شیڈول اور پروگرام سے صرف جماعت احمدیہ مکمل طور پر باخبر تھی۔ مذکورہ ذریعے نے دعویٰ کیا کہ ڈاکٹر مہدی علی کے قتل میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ امکان یہ ہے کہ ڈاکٹر کو امریکی نیشنیلٹی ہولڈر ہونے کی وجہ سے قتل کرایا گیا، تاکہ ایک ''امریکی شہری'' کے قتل کو کیش کروا کے قانون توہین رسالت کے خاتمے کے لیے امریکہ کی طرف سے حکومت پاکستان پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈلوایا جاسکے۔ ذریعے کے مطابق امکان ہے کہ مقتول ڈاکٹر مہدی علی کو یہاں دفن نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان کی ڈیڈ باڈی امریکہ بھجوائی جائے گی۔ اس حوالے سے جماعت احمدیہ کا موقف جاننے کے لیے جماعت کے ترجمان سلیم الدین کے موبائل نمبر اور لینڈ لائن نمبر پر بار بار رابطہ کیا گیا، لیکن ان کی جانب سے فون اٹینڈ نہیں کیا گیا۔ (روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۲۸ مئی ۲۰۱۴ء)